79142- زدوکوب اور توہین کے بدلے مال لینے کا حکم

سوال

بہت سے افراد کے سامنے مجھے جوتے مارنے کے نتیجہ میں کچھ رقم دی گئی، یہ فیصلہ ایک پنچائت میں کیا گیا، اس رقم کا حکم کیا ہے، اور آیا مجھے حق ہے کہ میں یہ رقم محتاج اور فقراء پر صدقہ کردوں؟

اور کیا میں یہ رقم اپنے معاشی امور میں خرچ کرسکتا ہوں؟

پسندیدہ جواب

اول:

اس طرح کی پنچائتوں سے فیصلہ کروانے میں کوئی حرج نہیں، جن کے متعلق لوگوں کو علم ہے اور وہ ان کے جھگڑے وغیرہ حل کرانے کے لیے قائم ہیں، لیکن اس کے لیے ایک شرط ہے کہ اس میں فیصلہ کرنے والا شرعی علم رکھتا ہو، تاکہ لوگوں میں اللہ تعالی کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ کرسکے، نہ کہ اپنی عادات و خواہشات اور رواج کے مطابق، جن میں اکثر اللہ تعالی کے حکم کے مخالف ہوتی ہیں.

چنانچہ اگر تو یہ پنچائت اللہ تعالی کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے یہی مطلوب و مقصود ہے، اور اگر وہ اللہ تعالی کے حکم کے مخالف فیصلہ کریں تو پھر یہ فیصلہ معتبر نہیں ہوگا، اور وہ فیصلہ باطل ہے اسے تسلیم نہ کرنا واجب ہے.

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں، اور اللہ تعالی سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہوسکتا ہے، یقین رکھنے والی قوم کے لیے} المآئدۃ (50).

دوم:

علماء كرام كا اس ميں اختلاف ہے كہ
آيا تھپڑ، اور مكہ وغيرہ ميں قصاص واجب ہوتا ہے يا كہ تعزير ؟

جمہور علماء كہتے ہيں كہ اس ميں قصاص
نہيں بلكہ تعزير واجب ہوتى ہے، ليكن صحابہ كرام اور محققين حضرات كا مسلك يہ ہے كہ
اس ميں قصاص واجب ہوتا ہے.

امام بخارى رحمہ اللہ كتاب الديات
ميں " جب كسى قوم نے كسى شخص كو مارا تو كيا ان سے قصاص ليا جائيگا يا كہ سب كو سزا
دى جائيگى ؟ " كے باب كے تحت كہتے ہيں :

" اور ابو بكر، ابن زبير، اور على
رضى اللہ تعالى عنہ اور سويد بن مقرن نے تھپڑ كا قصاص ليا، اور عمر رضى اللہ تعالى
عنہ نے مار كا درے كے ساتھ قصاص ليا، اور على رضى اللہ تعالى عنہ نے تين كوڑے سے
قصاص ليا، اور شريح نے كوڑے اور زخم كا قصاص ليا " انتہى.

اور يہى قول صحيح ہے، اور جس نے بھى
اس كے خلاف اجماع نقل كيا ہے، اس كى بات غلط ہے، بلكہ اگر كوئى شخص صحابہ كرام كا
اس حكم ميں اجماع نقل كرتا ہے تو يہ كوئى بعيد نہيں.

ابن قيم رحمہ اللہ كہتے ہيں :

" اس مسئلہ تھپڑ، اور مار وغيرہ جس
ميں ہر اعتبار سے بالكل اسى طرح قصاص لينا مشكل ہو جو فاعل نے كيا ہے اختلاف پايا
جاتا ہے، كہ آيا اس ميں قصاص جائز ہے يا كہ اس ميں كسى اور قسم كى سزا يعنى تعزير
لگائى جا سكتى ہے ؟

اسميں دو قول ہيں :

ان ميں زيادہ صحيح قول يہ ہے كہ : اس
ميں قصاص مشروع ہے، خلفاء راشدين كا مسلك يہى ہے، اور اس كا ثبوت ان سے ملتا بھى
ہے، امام احمد اور ابو اسحاق الجوزجانى نے اپنى كتاب " المترجم " ميں ان سے يہ بيان
بھى كيا ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ نے بھى اسے بيان كيا ہے، ہمارے شيخ (يعنى ابن
تيميہ رحمہ اللہ) كہتے ہيں : جمہور سلف كا قول يہى ہے.

اور دوسرا قول یہ ہے کہ: اس میں قصاص
مشروع نہیں، یہ قول امام شافعی، امام مالک، اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ اور امام
احمد کے متاخرین اصحاب سے منقول ہے، حتی کہ ان میں سے بعض نے تو اس پر اجماع نقل
کیا ہے کہ اس میں قصاص نہیں! ایسا نہیں جیسا وہ گمان کرتے ہیں، بلکہ صحابہ کرام کا
قصاص میں اجماع اس کے منع کے اجماع سے زیادہ قریب ہے؛ کیونکہ یہ خلفاء راشدین سے
ثابت ہے، اور ہمارے علم کے مطابق تو اس میں ان کا کوئی مخالف نہیں.

ان اقوال کا ماخذ یہ ہے کہ: اللہ
سبحانہ وتعالی نے اس میں عدل و انصاف کا حکم دیا ہے، تو اس طرح یہ دیکھنا باقی رہا
کہ دونوں میں سے عدل و انصاف کے زیادہ قریب کیا ہے؟

اس سے منع کرنے والے کہتے ہیں: یہاں
مماثلت ممکن نہیں، تو عدل یا تقاضہ یہی ہے کہ قصاص کی بجائے کسی اور جنس کی طرف
جایا جائے جو کہ تعزیر ہے؛ کیونکہ قصاص میں تو مماثلت ضروری ہے، اس لیے زخموں میں
قصاص واجب نہیں، اور نہ ہی کاٹنے میں، لیکن اگر مماثلت ممکن ہو تو پھر قصاص لینا
ممکن ہے، اور جب قطع اور زخم میں مماثلت مشکل ہو تو پھر ہم دیت اختیار کرینگے، اور
اسی طرح تھپڑ وغیرہ میں بھی جب قصاص لینا مشکل ہو تو پھر تعزیر ہوگی.

اور قصاص کو جائز قرار دینے والے
کہتے ہیں کہ:

اس میں تعزیر کی بجائے قصاص کتاب و
سنت اور قیاس اور عدل و انصاف کے زیادہ قریب ہے.

کتاب اللہ میں اللہ سبحانہ وتعالی
کا فرمان ہے:

.{اور برائی کی سزا اس کے برابر ہے
}.

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری
تعالی ہے:

.{اور جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو
تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر کی تھی}..

اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ اس میں
مماثلت اور برابری حسب الامکان ہوتی ہے، اور تعزیر سے زیادہ تھپڑ میں ہی تھپڑ، اور
مار سے مار میں ہی بہت مماثلت پائی جاتی ہے؛ کیونکہ یہ (یعنی تعزیر) کسی اور جگہ
مار ہے اور نہ ہی اس میں نہ تو صورتا مماثلت ہے، اور نہ ہی جگہ اور اندازے میں، تو
تم تفاوت سے بھاگے ہو جس دونوں تھپڑوں میں احتراز ناممکن تھا، لیکن اس سے بھی بڑے
تفاوت میں پڑ گئے، جس کی نا تو کوئی نص ہے اور نہ ہی قیاس.

ان کا کہنا ہے: اور رہی سنت تو ابن
قیم رحمہ اللہ نے کئی ایک احادیث بیان کی ہیں جن میں اس طرح کے معاملہ میں قصاص
ثابت ہے پھر وہ کہتے ہیں:

اور اگر اس مسئلہ میں صرف خلفاء
راشدین کی سنت ہی ہوتی تو پھر بھی یہ دلیل اور حجت کے لیے کافی تھی.

دیکھیں: حاشیۃ ابن القیم علی تھذیب
سنن ابی داود (7/336-337)، اور الفتاوی الکبری (3/402).

سوم:

اور جب آپ کے لیے یہ ثابت ہو گیا کہ
دوسرے فریق نے آپ کو مارا ہے اس میں آپ قصاص لے سکتے ہیں، تو پھر اگر آپ دیکھیں کہ
اس نے ندامت کا اظہار کرتے ہوئے آپ سے معذرت کی اور معافی مانگ لی اور اپنی حالت
سدھار لی ہے تو آپ بغیر کچھ لیے معاف کر سکتے ہیں.

اور آپ کے لیے قصاص لینا بھی جائز
ہے، کہ آپ بھی اس کے ساتھ اسی طرح کریں جس طرح اس نے آپ کے ساتھ کیا ہے، لیکن اس
میں زیادتی نہ ہو اور نہ ہی ظلم.

اور آپ کے لیے مالی عوض کے بدلے قصاص
ترک کرنا بھی جائز ہے، اس کا فیصلہ شرعی قاضی کریگا، اور جب آپ اس سے اسی طرح کا
عمل کر کے قصاص لیں جو اس نے آپ کے ساتھ کیا ہے تو پھر آپ کے لیے اہانت کے بدلے مال

لینا جائز نہیں؛ کیونکہ آپ نے مماثلت کا حق لے لیا ہے ،جس طرح کہ جس عوض کا آپ کے حق میں فیصلہ کیا گیا ہے وہ مار کے عوض میں ہے نہ کہ اہانت کے عوض میں؛ کیونکہ اہانت تو ایک معنوی ضرر ہے ، اس طرح کے معنوی ضرر کے مقابلہ میں مالی عوض لینا جائز نہیں، عموم علماء اس مسلک پر ہی ہیں.

اسلامی فقہ اکیڈمی کے فیصلہ نمبر (
109)(12/3) میں جزائی شرط کے عنوان کے تحت درج ہے :

"جس نقصان اور ضرر کا معاوضہ جائز
ہے ، وہ مالی فعل پر مشتمل ہے ... اور ضرر ادبی یا معنوی کو شامل نہیں " انتہی.

اور الموسوعۃ الفقھیۃ میں "معنوی
اضرار کے معاوضہ " کے تحت درج ہے :

"ہم فقہاء میں سے کسی فقیہ کو بھی
نہیں دیکھتے کہ اس نے یہ تعبیر کی ہو، بلکہ یہ ایک نئی تعبیر ہے ، ہم کسی بھی فقہی کتاب میں نہیں پاتے کہ کسی ایک فقیہ نے بھی معنوی اضرار میں مالی معاوضہ کے متعلق بات کی ہو" انتہی.

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ(40/13
).

خلاصہ یہ ہوا کہ :

آپ کو قصاص لینے ، یا پھر بغیر کچھ
لیے معاف کرنے کا حق حاصل ہے ، اور افضل بھی یہی ہے کہ اگر اس میں کوئی اصلاح ، یا ندامت نظر آئے تو معاف کرنا افضل ہے ، یا پھر مار کے عوض میں آپ مال لے لیں.

اور جب آپ قصاص کے ساتھ اپنا حق پور
کر لیں تو اس کے بعد آپ کو مال لینے کا کوئی حق حاصل نہیں ، لیکن اگر آپ اپنے حق کے عوض میں صرف مال لینا چاہیں ، جیسا کہ آپ کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے ، تو پھر اس مال سے آپ خود بھی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں ، اور اسے صدقہ بھی کر سکتے ہیں.

واللہ اعلم.